Taiba Khatoon
B.A. Part II (Hons & Subsidiary)
Sub. Composition
Dept. of Urdu

"بنجارہ نامہ"

یہ ایک حکیمانہ تمثیلی اور ناصحانہ نظم ہے۔ معنوی اعتبار سے نظیر اکبرآبادی کے کلام میں اس نظم کا درجہ بہت بلند ہے اور "جائے عبرت سرائے فانی ہے" کی صحیح معنوں میں مکمل تشریح ہے۔ دنیا اور زندگی سے متعلق قسم قسم کی نعمتیں، دھن و دولت، آرام و آسائش اور دوسری دلکش چیزوں کی طرف انسانی دل کا متوجہ ہونا اور ان میں پھنس کر رہ جانا ایک انسان اور انسانی عظمت پر سب سے بڑی بھول ہے۔ اس نظم کے ذریعے ہمیں طرح طرح سے اور مختلف عنوان سے اس بات کی تلقین کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم علائق دنیا سے اپنے دامن کو بچائے رکھیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ جانا چاہیے کہ نظیر ہم کو ترک دنیا اور رہبانیت کی تعلیم دے رہا ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ آپ دنیا میں اس طرح رہنے کی عادت ڈالیں جس طرح کنول پانی میں پروان چڑھتا ہے۔ اس کے پوشیدہ مطالب جس قدر عمیق ہیں اس کی ظاہری دلکشی اور دلچسپی بھی اسی طرح نمایاں ہیں یعنی اگر حقیقی معنی سے قطع نظر کر لیا جائے تو بھی یہ بالذات نہایت لطیف اور مکمل ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ نظیر اکبرآبادی کی نظموں میں یہ نظم نہ صرف یہ کہ زیادہ مقبول ہے بلکہ زیادہ زبان زد خاص و عام ہے۔ اول تو بحر نہایت مترنم اور حسرت و یاس کے خیالات کے اظہار کے لئے نہایت ہی موزوں ہے کیونکہ روانی اور تسلسل سے ایک خاص قسم کا سکون طاری ہو جاتا ہے۔ جو فی نفسہ حسرت و یاس کا بڑا معاون ہے۔ دوسرے یہ کہ خیالات و الفاظ کی وابستگی کچھ اس طرح قائم رکھی گئی ہے کہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر یہ نظم کسی اور بحر میں لکھی جاتی تو شاید اس میں نہ تو اتنی جاذبیت، کشش اور دلکشی پیدا ہوتی اور نہ اس نظم پر شاہکار کا اطلاق ہو سکتا تھا۔

اس نظم میں بنجارہ کی خانہ بدوش زندگی سے انسانی زندگی کا نقشہ پیش کرنے کی تمثیل قائم کی گئی ہے۔ جس طرح بنجاروں کا گروہ ایک غیر آباد زمین پر جب آ اترتا ہے تو تا قیام اس میں چہل پہل اور رونق سی پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی اور اس کی

آثار بھی اس طرح گرد میں لپٹے نظر آتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے انسان یہ بھول جاتا ہے کہ یہ خطہ کبھی آباد بھی رہا ہوگا لیکن بنجاروں کے رخصت ہو جانے کے بعد یہی سرزمین جہاں زندگی کی بیلیں عمل و حرکت سے بھرپور تھیں نظر آ رہی تھیں پھر ایک ویران، خاموش اور بے نشان نظر آنے لگتی ہیں۔ لیکن کچھ نشانیاں اور کچھ آثار ایسے ضرور ہمیں بھی نظر آتے ہیں۔ جو زبان کی خاموشی سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ کسی کی چھوڑی ہوئی منزل ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہی حال انسان کا ہے۔ ہم دنیا میں آتے ہیں۔ دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر اپنی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے جب ہمیں اس دنیا کو خیرباد کہنا پڑتا ہے اور ہم بھی بنجاروں کی طرح اپنے پیچھے کچھ نشانیاں چھوڑ کر جاتے ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ نظم ہم غافل انسانوں کے لیے ایک چونکا دینے والا تنبیہ ہے۔ اظہارِ خیال اور تشریح مطالب کے لیے الفاظ اچھے، تراکیب موزوں، جملے مناسب اور فقرے چست اور جچے تلے منتخب کیے گئے ہیں جن کا جواب اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے اور یہ شاعر کی قادر الکلامی کی دلیل ہے۔